کوئی ابہام سا ابہام ھے!

حضرت مہدی کب ظاہر ہوں گے؟

احادیث مبارک میں ظہورِ مہدی کی جتنی علامات بیان کی گئی ہیں، ان میں سے کچھ میں گفتگو علامۃً واستعارۃً ہے۔ کچھ علامتیں بالکل واضح ہیں لیکن ان کے حقیقی ظہور سے قبل ان کے وقتِ ظہور کے بارے میں کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔ ذیل میں ان دونوں اقسام میں سے کچھ نمایاں اور اکثر احادیث میں مشترک طور پر مذکورہ علامات کو ذکر کیا جاتا ہے۔

☆......ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ آسمان سے فلک شگاف ندا آئے گی جو امام مجاہد کے ظہور کی منادی کرے گی۔ اس علامت کا حقیقی مصداق تو بالکل واضح ہے لیکن اوّل تو یہ ان کے ظہور کے بعد ہوگی جبکہ ہم قبل ظہور امام ان کے زمانۂ ظہور کے اندازہ لگانے کی فکر میں ہیں۔ دوسرے ممکن ہے اس میں بھی علامتی گفتگو کی گئی ہو۔ یعنی یہ صدا ڈنکے کی چوٹ پر آسمان سے آئے گی ضرور، لیکن آج کل کون سی جگہ ایسی ہے جس میں سیٹلائٹ سسٹم سے وابستہ جدید ذرائع ابلاغ موجود نہیں یا کون شخص ہے جس کی ان ذرائع تک رسائی نہیں؟ حضرت کا خانہ کعبہ میں ظہور اور اس کا ردِّعمل تازہ بہ تازہ خبر کی صورت میں مصنوعی سیارے لمحہ بہ لمحہ نشر کریں گے اور آسمان سے سنسنی خیز اطلاعات کے سگنل بھیجیں گے۔

☆......ایک علامت یہ ہے کہ آپ صدی کے مجدد ہوں گے۔ صدی کے مجدد کا اس کے شروع میں آنا ضروری نہیں، وسط سے پہلے پہلے آنے والے کو اسی صدی کا مجدد مانا جائے گا۔ اب خدا جانے کہ وہ یہی پُرآشوب صدی ہے جس میں کوئی ستم نہیں جو مسلمانوں پر ڈھایا نہ گیا ہو اور کوئی قربانی نہیں جو مسلمان زعماء و مجاہدین نے نہ دی ہو اور اگر یہ صدی نہیں تو کیا ہم تسلیم کرلیں کہ اتنی زبردست قربانیوں کے باوجود بھی کفر ہم پر مزید کئی صدیوں تک بے دھڑک حکمرانی کرے گا؟؟؟

''حجاج نے کہا، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چاہے دنیا کے لیے صرف ایک دن باقی ہو، اللہ تعالیٰ ہم میں سے ایک آدمی کو بھیجے گا جو دنیا کو انصاف سے بھر دے گا جس طرح یہ ظلم وستم اور ناانصافی سے بھری ہوگی۔'' (مسند احمد، اقتباس:20-20)

☆......ایک علامت یہ ہے کہ فرات دریا سے پانی ہٹ جائے گا اور اس میں سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔ دجلہ اور فرات دونوں ترکی سے نکلتے ہیں اور عراق سے گزرتے ہوئے خلیج عرب میں گرتے ہیں۔ ترکی نے فرات پر متعدد ڈیم بنائے ہیں جن میں سے ''اتاترک ڈیم'' دنیا کے بڑے ڈیموں میں سے ایک ہے۔ اس کی وسعت 816 مربع کلومیٹر ہے۔ خلافتِ عثمانیہ کے بعد ترکی میں فری میسن اقتدار میں رہے ہیں۔ اگر ترکی چاہے تو فرات کا پانی عراق سے بآسانی روک سکتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی دنیا آنکھوں سے دیکھے گی کہ سونے کا پہاڑ ظاہر ہوتے ہی دنیا اس پر ٹوٹ پڑے گی اور سو میں سے ننانوے اس لالچ میں مارے جائیں گے کہ شاید میں بھی وہ خوش نصیب ہوں جو اس سونے کا مالک بنے گا۔

☆......ایک مشہور علامت حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ زمین اس لشکر کو نگل جائے گی جو حضرت سے لڑنے کے لیے نکلے گا۔ اس کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زمین یک لخت پھٹ جائے گی اور اس بدنصیب فوج کو دیکھتے ہی دیکھتے لقمہ بنالے گی جو مسلمان ہونے کی دعویدار ہوکر بھی مسلمان کے نجات دہندہ قائد سے لڑنے

کوئی ابہام سا ابہام ہے!

نکلے گی۔ یہ بھی امکان ہے کہ یہ لشکر جب شام سے آئے گا (شام کے لفظ میں لبنان اور فلسطین......موجودہ اسرائیل......کے علاوہ اردن بھی شامل ہے، جہاں کافی عرصے سے حرمین کا ایک غدار خاندان حکمران ہے جس کی ملکائیں امریکن یہودی یا برطانوی عیسائی ہوتی ہیں اور مسلمان حکمرانوں کو لبھانے کے فن میں طاق ہوتی ہیں) اور اس کی مددوہ امریکی افواج کریں گی جو ارضِ حرمین میں چھاؤنیاں بنا کر لمحۂ موعود کے انتظار میں بیٹھی ہیں تو فریقین میں جدید آلات حرب کے استعمال سے زمین میں بھاری بھرکم گولے بڑے بڑے گڑھے چھوڑ جائیں گے۔ اسی گڑھوں اور مہیب کھڈوں سے داغدار زمین جب الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائی گئی تو آپ نے بلا توقف اس کی حقیقت کے قریب ترین شاندار منظر کشی فرمائی۔

ان احادیث سے ایک بات یہ سامنے آئی کہ حضرت الامام کو مسلمانوں کی طرف سے فوری اور عالمی پذیرائی نہیں ملے گی۔ اس لیے کہ صاحب اختیار حکمران وقت، اصلاح کی علمبردار روحانی ہستیوں کو اپنے اثر و رسوخ کے لیے ہمیشہ سے خطرہ سمجھتے چلے آئے ہیں۔

’’اور ہم نے کسی بستی میں ڈرانے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوشحال لوگوں نے کہا: جو چیز تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے قائل نہیں۔‘‘ (النساء: 34)

حضرت مہدی نہ رسول ہیں اور نہ نبی، وہ تو مصلح اور مجاہد ہیں......لیکن امراء کا وطیرہ رہا ہے کہ شمع حق کے مشعل برداروں کی تضحیک و تحقیر کریں چاہے وہ جس حیثیت میں ہوں۔ اس مرتبہ تو ان کو کچھ ایسے علمائے سوء کا سہارا بھی حاصل ہوگا جو دنیا پرستی میں منہمک ہو چکے ہیں اور صاحبان اقتدار سے قرب نے ان کو حق گوئی سے روک رکھا ہے یا وہ بدعات کے مرتکب اور عیش پرستی کے عادی ہیں۔ سنت کا اتباع اور جہاد و قتال ان کے نزدیک گنوار طالبان کا کام ہے۔ جو دنیا کے پسماندہ ترین خطے ’’خراسان‘‘ سے آئیں گے جو پاکستان اور افغانستان کے چند علاقوں پر مشتمل علاقے کا قدیم جغرافیائی نام ہے۔ ان علماء کے لیے علمائے یہود کی مثال صادق آتی ہے کہ وہ دل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی طرح پہچان کر بھی زبان سے اس کا اظہار اور تصدیق کے بجائے مخالفت کرتے تھے۔

☆......ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس سال ذی الحجہ میں منیٰ میں خون ریزی ہوگی لیکن یہ بہت قریب کی علامت ہے، اس لیے کہ اس ذی الحجہ کے فوراً بعد محرم میں عاشورہ کی رات حضرت کے ہاتھ پر بیعت جہاد ہوگی۔ اس لیے یہ قریب ترین علامت ہماری بحث سے خارج ہے۔

☆......ایک علامت یہ بھی ہے کہ ایک خلیفہ کے انتقال پر شدید اختلاف ہوگا۔ اس اختلاف کی نوعیت بظاہر یہ لگتی ہے کہ سعودی تخت پر اتحادی افواج اپنی مرضی کا آدمی بٹھانا چاہیں گی جبکہ اہلِ اسلام کسی ایسے شخص کو پسند کرتے ہوں گے جس کے نظریات اتحادیوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتے ہوں گے۔ مہدویات پر نظر رکھنے والے کچھ حضرات اس کا مصداق شاہ فہد کو سمجھتے تھے لیکن جب اس کا انتقال ہوا اور شاہ عبداللہ کی جانشینی کا عمل بخیر وخوبی انجام پا گیا تو ان کے اندازوں کو زبردست دھچکا لگا لیکن اندازے تو اندازے ہوتے ہیں۔ کچھ حضرات کے نزدیک شاہ عبداللہ کے انتقال پر اس طرح کی صورتِ حال کا اندیشہ نسبتاً زیادہ ہے۔

اب ہم دوسری قسم کی علامت کی طرف آتے ہیں جو نہایت قطعیت کے ساتھ اس لمحۂ موعود کی طرف اشارہ کرتی ہے لیکن مسئلہ یہاں یہ ہے کہ ہم اس علامت کی قطعیت کے باوجود قبل از وقت اسے دریافت نہیں کر سکتے۔ یہ وہی علامت ہے جس نے چند سال قبل عوام کو گہرے تجسس میں مبتلا کرنے والے پیغامات سننے کا موقع

کوئی ابہام سا ابہام ھے!

پیدا کیا تھا لیکن اس میں فنی طور پر ایک اہم فلکیاتی نکتے سے توجہ ہٹ جانے کے باعث یہ سنسنی خیزی واقعیت کی سان پر نہ چڑھ سکی۔ بندہ اس سے قبل ''دو چاند دو گرہن'' کے عنوان سے مختصر طور پر لکھ چکا ہے کہ اصل پیش گوئی یوں ہے کہ حضرت مہدی کے ماہِ محرم میں ظہور سے قبل ماہ رمضان میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگے گا۔ اب اس میں انوکھا پن محض اتنا نہیں کہ دونوں کو ایک ماہ میں اکٹھے گرہن لگے گا۔ نہیں! ایسا ہرگز نہیں۔ یہ تو پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ اصل انوکھی باتیں دو ہیں اور دونوں فلکیات کے قوانین کے اعتبار سے عام طور پر ممکن نہیں۔ ان کا عدم امکان ہی ان کو محیر العقول علامت بناتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ فلکیات کی رو سے چاند گرہن ہمیشہ اسلامی مہینے کے وسط میں اور سورج گرہن آخر میں ہوتا ہے جبکہ اس مرتبہ چاند گرہن شروع میں اور سورج گرہن وسط میں ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک مہینے میں دو مرتبہ چاند گرہن نہیں ہوتا۔ اس سال ایک رمضان میں دو مرتبہ چاند گرہن لگے گا۔ یہ واضح ترین علامت ہوگی کہ تین ماہ بعد محرم میں حضرت مہدی کا ظہور ہونے والا ہے۔ اب اسے افراط و تفریط کے علاوہ کیا کہا جائے کہ کچھ لوگ تو ان علامتوں کے بغیر راہ چلتے شعبدہ بازوں کو مہدی جیسی مقدس شخصیت مان لیتے ہیں اور کچھ لوگ ان واضح علامات کے بعد بھی حضرت کو ماننے سے ویسے ہی انکار کریں گے جیسا کہ یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لینے کے بعد بھی بوجوہ ایمان لاکر نہ دیتے تھے بلکہ مخالفت پر کمر باندھ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رسوا ہو گئے۔

آج کل کسی بھی فلکیاتی ویب سائٹ پر آپ مستقبل میں کسی بھی لمحے چاند سورج کی حرکات اور گرہن کا شیڈول دیکھ سکتے ہیں لیکن یہ دونوں انوکھی علامتیں چونکہ ہیں ہی خلافِ معمول، اس لیے کوئی ماہر فلکیات دان بھی ان کا وقت بتانے سے قاصر ہے۔ آخری رمضان سے پہلے اور ان کے وقوع سے پہلے وقت کی تعیین ممکن نہیں۔ اس حوالے سے درج ذیل مضمون میں کافی کچھ تفصیل کی گئی ہے:

دو گرہن دو چاند

''آج کل موبائل فونوں پر ایک میسج چل رہا ہے جس کا خلاصہ کچھ یہ ہے: ''قیامت کی آخری نشانی۔ آسمان میں دو چاند نظر آئیں گے۔ بی بی سی پر بھی بتایا گیا ہے کہ 27 اگست کو دو چاند نظر آئیں گے۔ یہی حضرت امام مہدی کے ظاہر ہونے کا وقت ہے۔ قرآن پاک میں ہے جب قیامت کی آخری نشانی نظر آجائے گی اس کے بعد توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اس پیغام کو جتنا ہو سکے دوسروں تک پہنچائیں۔''

اس میسج پر تبصرہ تو ہم بعد میں کریں گے پہلے حضرت مہدی کے ظہور کی علامات میں سے جس علامت کی طرف اس پیغام میں مبہم، ناقص اور غلط اشارہ کیا گیا ہے، اس کی وضاحت ہو جائے۔ احادیث کی جستجو کی جائے تو 30 علامات ایسی ملتی ہیں جو حضرت مہدی کے ظہور سے پہلے کائنات میں ظاہر ہوں گی اور دنیا کو متوجہ کریں گی کہ مسلمانوں کی مصیبتوں کے خاتمے (اگرچہ یہ اچھا وقت آگ اور خون کے دریا سے گزرنے کا حوصلہ رکھنے والوں کے لیے آئے گا) اور کفر کی اُمیدوں پر پانی پھرنے کا وقت قریب آگیا ہے۔ ان میں سے ایک چیز ایسی ہے جو دنیا کی پیدائش سے آج تک نہیں ہوئی اور ایک مرتبہ کے بعد آئندہ بھی نہیں ہوگی کیونکہ کائنات میں کارفرما قوانین کے مطابق یہ ممکن ہی نہیں۔

علم الفلکیات کی رو سے یہ ایک طے شدہ اور مسلمہ قانون ہے کہ چاند گرہن ہمیشہ قمری مہینے کے وسط اور سورج گرہن ہمیشہ مہینے کے آخر میں ہی ممکن ہے۔ یہ

کوئی ابہام سا ابہام ہے!

مسئلہ فلکیات کا بالکل ابتدائی اور عام سا مسئلہ ہے۔اس کی وجہ اس فن کے مبتدی بھی جانتے اور بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔دوسرے الفاظ میں چاند گرہن ہمیشہ اسلامی تاریخ کے حساب سے 13، 14، 15 اور سورج گرہن ہمیشہ 27، 28، 29 کو ہوگا۔اس سے آگے پیچھے نہیں ہوسکتا۔اللہ پاک نے فلکی نظام ہی کچھ ایسا رکھا ہے۔البتہ حضرت مہدی کے ہاتھ پر جس سال کے محرم میں عاشورہ کی رات کو حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعتِ جہاد وخلافت ہوگی اور اس محرم سے پہلے ذی الحجہ میں منیٰ میں سخت خونریزی ہوگی اس سال رمضان میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے چاند گرہن 13، 14، 15 رمضان کے بجائے یکم رمضان المبارک کی رات کو ہوگا اور سورج گرہن 27، 28، 29 رمضان کے بجائے 15 رمضان المبارک کو ہوگا۔یہ دونوں باتیں نہ ممکن ہیں اور نہ تخلیق کائنات سے آج تک ہوئی ہیں لیکن قانون سے ہٹ کر پیش آنے والی چیزوں کی علامت بھی عام قوانین سے ہٹ کر ہوتی ہے۔

1423ء بمطابق 2002ء کے رمضان میں چاند اور سورج گرہن دونوں کے اکٹھے گرہن ہونے کا واقعہ پیش آیا تھا......(اس موقع پر بحث وتحقیق اور تبصروں وتجزیوں پر مشتمل کئی مضامین آئے لیکن اس عاجز کی زبان اور قلم خاموش رہے۔وجہ چار شمارے پہلے عرض کی جاچکی ہے۔اور زیرنظر ضمنی مضمون اس وعدے کی تکمیل کا ان شاءاللہ آغاز ہے جو اس کالم میں ہوا تھا۔یہ الگ بات ہے کہ عنوان کچھ اور ہوا اور بات کچھ اور)......لیکن اس کی نوعیت یہ تھی کہ دونوں گرہن عام قانون کے مطابق اپنے اپنے وقت پر ہوئے تھے یعنی چاند گرہن ماہِ رمضان کے وسط میں اور سورج گرہن مہینے کے آخر میں۔رصدگاہوں کا ریکارڈ دیکھا جائے تو ایسا 2002ء سے پہلے اور کئی مرتبہ ہوچکا ہے۔اس موقع پر درج بالا میسج کی طرح کے جو سنسنی خیز مضامین شائع ہوئے تھے،ان میں یہ تکنیکی غلطی ہوگئی تھی کہ چاند وسورج کے اکٹھے گرہن کو وہ علامت لیا گیا تھا جو اکٹھے ہونے کے علاوہ اپنے وقت سے پہلے ہونے سے مشروط تھی۔بلکہ احادیث مبارکہ کو دیکھا جائے تو چاند سورج دونوں کے اکٹھے گرہن ہونے کے ساتھ یہ بھی ہوگا کہ چاند کا گرہن ایک مہینے میں دو مرتبہ ہوگا۔ایک تو یکم رمضان کو اور دوسرے ماہِ رمضان کے بیچ میں کسی اور دن۔حدیث شریف میں یہ تصریح نہیں کہ دوسرا گرہن حسبِ معمول 13، 14، 15 کو ہوگا یا وہ بھی معمول سے ہٹ کر کسی اور تاریخ میں ہوگا۔یاد رہے کہ ایک قمری مہینے میں دو چاند گرہن یا دو سورج گرہن نہیں ہوسکتے البتہ شمسی مہینے میں ہوسکتے ہیں جب کہ 2003ء کے جولائی میں ہوا کہ یکم اور 31 جولائی کو دو سورج گرہن ہوئے۔گویا یہ دوسری نشانی بھی خلافِ معمول ہوگی۔آج کل جو حضرات حج کے موقع پر حضرت مہدی کی جستجو میں ہوتے ہیں انہیں حج سے پہلے ایسے رمضان کی جستجو کرنی چاہیے......لیکن مشکل یہ ہے کہ چاند سورج کی آیندہ کئی سو سال کی سیکنڈ سیکنڈ کی حرکت کا حساب بنانے والے فلکیاتی قواعد اور ویب سائٹس اس موقع پر اس لیے کوئی مدد نہیں کرسکتیں کہ یہ دونوں گرہن خلافِ معمول ہوں گے اور فلکیات کا فن ان کا سراغ پانے سے عاجز ہے۔اس لیے جو حضرات "فلکیات" یا "مہدویات" سے مناسبت رکھتے ہیں وہ اس طرح کی متعین پیش گوئیوں اور غیر ثقہ پیغامات کو اہمیت نہیں دیتے۔

اب اس ناقابلِ اعتبار میسج کی طرف واپس آتے ہیں جو گزشتہ چند دنوں سے غیر ثقہ ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے سنسنی پھیلا رہا ہے۔اتنا تو آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ 27 اگست کو نہ رمضان ہے نہ دونوں گرہن نہ دو چاند گرہن......لہٰذا یہ میسج راہِ عمل سے فرار کے خواہش مندوں کے لیے وقتی تسکین وتفریح تو ہوسکتا ہے،حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔اب اس کی حقیقت سمجھیے۔27 اگست 2003ء کو مریخ 50 ہزار سالہ تاریخ میں پہلی بار زمین کے انتہائی قریب اور خوب روشن تھا۔اس کو بعض ناواقف مہربانوں نے چاند سمجھ لیا اور اب ہر سال اگست میں مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے لیے کچھ شرارت پسند ایسا میسج سب کو بھیجتے ہیں اور تحقیق کے بغیر سادہ

کوئی ابھام سا ابھام ھے!

لوح مسلمان اسے آگے چلا دیتے ہیں۔ اس لیے بندہ ہمیشہ اپنے احباب کو تائید کرتا ہے کہ ہمیشہ جید علمائے کرام کی صحبت اختیار کریں اور صرف مستند کتابیں پڑھا کریں۔ ہمارے اکابر کو اللہ تعالیٰ نے علم راسخ کے ساتھ عقل کامل عطا فرمائی تھی۔ انہی پر اعتماد کریں اور انہی کے قدموں میں پڑے رہنے میں اپنی نجات سمجھیں۔ حضرت مہدی کے ظہور کے لیے ماہ وسن کی تعیین درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت کی طرح علاماتِ قیامت کو بھی مبہم رکھا ہے...... تاکہ غفلت میں پڑے ہوئے مسلمان زندگی کے ہر دن کو آخری دن اور ہر رات کو قیامت کی رات سمجھ کر بدعملی اور بے عملی سے توبہ کرلیں اور اپنی تخلیق کے مقصد کو پورا کرنے میں جُت جائیں۔‘‘

shared by: www.alkalam.pk